التفسیر والتعبیر

مولانا عزیز زبیدی واربرٹن

سُورَۃُ البَقَرَۃ

(قسط ۱۸)

وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ

اور اس (قرآن) پر ایمان لاؤ جو ہم نے اب نازل فرمایا ہے (اور وہ) اس (کتاب) کی تصدیق کرتا ہے جو

كَافِرٍۢ بِهٖ ۠ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۡ وَّاِيَّايَ

تمہارے پاس ہے اور (سب سے) پہلے اس کے منکر نہ بنو اور ہماری آیتوں کے معاوضے میں تھوڑی قیمت (یعنی

فَاتَّقُوْنِ ○ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ

دنیاوی فائدے) حاصل نہ کرو اور ہم ہی سے ڈرتے رہو۔ اور سچ کو جھوٹ کے ساتھ گڈمڈ نہ کرو اور جان بوجھ کر

وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ

حق بات کو نہ چھپاؤ اور نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور جو لوگ ہمارے حضور

ارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ○

میں (بوقت ادائے نماز) جھکتے ہیں ان کے ساتھ تم بھی جھکا کرو۔"

لے مَا مَعَكُمْ (جو کتاب تمہارے پاس ہے) وقت اور حالات کے مختلف دواعی اور مقتضیات کے مطابق جزوی اختلافات کے باوجود آسمانی کتابیں، ایک ہی سنہری سلسلے کی سنہری کڑیاں ہیں، جو باہم بالکل مربوط ہیں، ان میں سے کوئی بھی کتاب دوسری آسمانی کتاب کی حریف اور رقیب نہیں ہے، اس لیے جو بھی کتاب آتی ہے وہ ہمیشہ پہلی کتاب کی مصدق ہی رہی ہے۔ اگر یہ بھی ایک پلیشہ اور کاروبار ہوتا تو یقیناً پچھلی کتاب پہلی کتاب کی تنقیص پر اپنے مستقبل کی بنیاد رکھتی، جیسا کہ اس قماش کے لوگوں کا دستور ہوتا ہے۔ ہمارے لیے ان کا یہ اسلوبِ نظر ان کی صداقت اور حقانیت کی ایک دلیل ہے۔

فرمایا اس قرآن پر ایمان لاؤ جو پہلی منزل کتابوں کا مصدق بھی ہے۔ گویا کہ بنیادی تعلیم سب کی ایک ہی ہے، اس لیے جو ایک صحیفۂ آسمانی کا منکر ہے وہ دراصل اپنی اس آسمانی کتاب کا بھی منکر ہے جس کے ماننے کا وہ بھی مدعی ہے۔

ؒ اَوَّلَ کَافِرٍۭ بِہٖ (اس کے پہلے منکر) یعنی یہ قرآن جو ہم نے نازل کیا ہے اور وہ پہلی آسمانی کتابوں کا مصدق بھی ہے، اس کے انکار میں تم پہل نہ کرو۔ کیونکہ جو بعد میں ان کی دیکھا دیکھی ایسا کرے گا، اس کے وبال میں اس کو بھی حصہ ملے گا، مفسرین نے یہ سوال اٹھایا ہے کہ: یہ خطاب کن سے ہے؟ اکثریت کا کہنا ہے کہ اس سے مراد مدینے کے اسرائیلی (یہودی) ہیں کیونکہ نسبتاً یہ اہلِ علم لوگ تھے، اس لیے لوگ بھی ان کی پیروی کرتے تھے۔ ہمارے نزدیک اس سے مراد مکے اور مدینے کے سب فرقے بھی ہو سکتے ہیں کیونکہ اس کے بارے میں عرب جو بھی راہ اختیار کرتے ہیں، بیرونی دنیا اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ اس کا ہر دائرہ اپنے اس خارجی دائرہ کے لیے پہلی مثال قرار پا سکتا ہے، جو اس کے لیے سبب بنتا ہے۔ اگر اس کی اس اضافی حیثیت کو اختیار کیا جائے تو تقیید کی بہ نسبت اس اطلاق میں زیادہ جامعیت ہو گی۔

ؒ وَلَا تَلۡبِسُوا الۡحَقَّ بِالۡبَاطِلِ (اور حق کو باطل کے ساتھ گڈمڈ نہ کرو)

لبس۔ کپڑے سے اپنے کو ڈھانپ کر چھپا لینے کو "لبس" کہتے ہیں، یہاں مراد ایسی تدابیر اختیار کرنا ہیں جن کے ذریعے حق کا روشن چہرہ گہنا جائے اور اپنی اصلی آب و تاب کے ساتھ نمایاں نہ ہونے پائے۔

حق۔ علامہ راغب اصفہانی فرماتے ہیں کہ:-

اس کے اصل معنی "موافقت اور مطابقت" کے ہیں، جیسا کہ دروازے کی چول جو اپنے گڑھے میں اس طرح فٹ آجاتی ہے کہ استقامت کے ساتھ وہ اس میں اپنے محور پر گھومتی رہتی ہے۔ قرآن میں اس کے استعمال کی کئی صورتیں ہیں۔

۱۔ وہ ذات جو اقتضائے حکمت کے مطابق چیزوں کو وجود بخشتی ہے، یعنی ذات باری تعالیٰ۔

۲۔ وہ شے بھی حق کہلاتی ہے جو اقتضائے حکمت کے عین مطابق پیدا کی گئی ہو۔

۳۔ کسی شے کے بارے میں اس طرح اعتقاد رکھنا جیسا کہ وہ نفس الامر میں ہے۔

۴۔ وہ قول اور فعل کہ جس طرح، جس مقدار میں اور جس وقت اس کے لیے ہونا ضروری ہو، ویسے ہی وہ صادر ہو (مفردات) یہاں پر یہ سب معنی مراد ہو سکتے ہیں۔

باطل۔ بیکار، ردی، لغو، بے اصل، بے فائدہ، ناپائیدار، اور حق کی بالکل ضد اور اس کے بالکل

الٹ اور برعکس چیز اور معاملہ کو باطل کہتے ہیں۔

مقصد یہ ہے کہ : ایسا انداز اختیار نہ کیجیے کہ : حق اور باطل پر پردہ پڑ جائے اور دیکھنے والا یہ اندازہ نہ کر سکے کہ یہ حق ہے اور وہ باطل —— اور اس کی متعدد صورتیں ہو سکتی ہیں مثلاً یہ کہ :

۱۔ ایسا انداز اختیار کیا جائے کہ : ان میں سے کوئی چیز بھی اہم اور قابلِ اعتناء نہ رہے ، نہ حق کہ اسے حاصل کرنے کی تڑپ پیدا ہو اور نہ باطل کہ اس کی مضرت اور بدنتائج سے احتراز کرنے کا کوئی داعیہ کروٹ لے۔

۲۔ یا یہ کہ تاویل ، تحریف اور تلبیس کے ایسے چکر چلائے جائیں کہ حق یا باطل گھنا جائیں اور ان کا پہچاننا محال ہو جائے اور کسی راہی کے لیے دونوں کی حدود کو ملحوظ رکھنا ممکن نہ رہے۔

۳۔ نیک عملی کے ساتھ بدعملی کو گوارا کر لینے کی سکت پیدا کر دینا یا اس کا پیدا ہو جانا بھی تلبیس کی ایک مکروہ شکل ہے کہ اس کے بعد بتدریج نیک عملی (حق) کا دائرہ گھٹتا جاتا ہے اور بدعملی یا بے عملی (باطل) کا حلقہ وسیع سے وسیع تر ہوتا جاتا ہے۔ شیطان اس راہ سے سب سے زیادہ حملہ آور ہوتا ہے کیونکہ انسان اگر اپنی زندگی کے خاکہ میں اس اختلاط کو برداشت کر لیتا ہے تو وہ ذہنی طور پر بیمار ہو جاتا ہے ، حقیقت پسند ہونے کے بجائے شیخ چلی بن جاتا ہے اور بدعملی کے بدنتائج کا احساس کرنے کے بجائے "سَيُغْفَرُ لَنَا" (آخر بخشش ہو ہی جائے گی) جیسی تمناؤں کو پالنا شروع کر دیتا ہے۔

لے وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ (اور تم حق کو نہ چھپاؤ) یہاں پر "باطل" کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ "حق" کا نام لیا ہے۔ کیونکہ حق کی آمیزش سے باطل حق نہیں بن جاتا ، باطل ہی رہتا ہے لیکن باطل کے امتزاج سے حق ، حق نہیں رہتا باطل بن جاتا ہے مگر افسوس! باوجودیکہ دنیا اس قدر لطافت اور نظافت پسند واقع ہوگئی ہے کہ اگر دودھ کے بھرے مٹکے میں پیشاب کی ایک بوند ، بھرے تالاب یا کنوئیں میں ایک مردار چوہا ، حلوے کی پکی دیگ میں گندگی کا ایک ذرہ ، زرق برق لباس پر داغ دھبہ کا ایک نقطہ اور زعفران زار محفل میں بدمزگی کا ایک بول برداشت نہیں کر سکتی ، وہ زندگی کی پوری کائنات میں بدعملی کی منوں گندگی اور ٹنوں بدمزگی کو نہ صرف گوارا کر رہی ہے بلکہ معصیت کی اس سڑاند ، جیفہ ، تعفن اور بدبو کو روح افزا سمجھ کر حیاتِ مستعار کے سارے جسد پر "مل" بھی رہی ہے۔ اگر غور کیا جائے تو محسوس ہوگا کہ یہ شکل أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ کے اندیشے بھی اپنے اندر رکھتی ہے۔ فرمایا : یہ کتمانِ حق ان کی سادگی یا بے خبری کا نتیجہ نہیں بلکہ جان بوجھ کر ایسے کرتے ہیں ، اور صورتِ حال کے وضوح کے باوجود ایسا کرتے ہیں۔ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ (پ ۔ بقرہ ع)

لہٗ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ (جو میرے حضور میں، بوقت نماز جھکتے ہیں، ان کے ہمراہ تم بھی جھکا کرو) یعنی نماز باجماعت پڑھا کرو، اگر کوئی پاس نہ ہو اور دیر از درپیش ہو تو تکبیر کہہ کر کھڑے ہو جاؤ، ملائکہ شریکِ نماز ہو جائیں گے۔ تمھاری جماعت ہو جائے گی۔

اس سے یہ نتیجہ بھی اخذ کیا جا سکتا ہے کہ انفرادی سے زیادہ اجتماعی عمل کی وقعت زیادہ ہے، دوسرا یہ کہ معیت کے لیے صرف ان لوگوں کا انتخاب کرنا چاہیے جن کا رخ رب العلمین کی طرف ہے، باقی رہے تھو بھتو؟ تو ان کی معیت خسران اور ابتلاء کا موجب تو ہو سکتی ہے فوز و فلاح کا زینہ نہیں۔

بنی اسرائیل کا مجموعی کردار

ان نوازشات، تکریمات، معاہدات، تلقینات اور دعوات کے باوجود بنی اسرائیل کا مجموعی کردار شرمناک رہا ہے۔ انھوں نے خدا سے حیا نہیں کی اور نہ ہی اس کے فضل و کرم کا کچھ احساس کیا ہے، قرآن حکیم اس سلسلے کے ٹکڑوں سے بھرا پڑا ہے۔

خدا کو ٹھوک بجا کر ماننے کی رٹ۔ خدا ایک ایسی ذات پاک ہے جو انسانی احساسات اور عقل و ہوش سے وراء الوراء ہے، اسے صرف اس کی صنعتوں اور قدرتوں کے آئینے میں دیکھا جا سکتا ہے یا اس کے فرستادوں کی رہنمائی کے ذریعے پہچانا جا سکتا ہے، مگر بنی اسرائیل نے اس کے بجائے ایمان لانے کے لیے، خدا کو پہلے ٹھوک بجا کر اطمینان کر لینے کی شرط ہی عائد کر ڈالی تھی کہ: دیکھوں تو مانوں، گویا کہ ان کے نزدیک خدا بھی جنسِ بازار" کی کوئی چیز ہے۔ دیکھیں گے پسند آ گئی تو بہتر ورنہ نہ سہی۔

یٰمُوْسٰی! لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَھْرَۃً (پ۱۔ بقرہ ع۶)

فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰہَ جَھْرَۃً (پ۶۔ النساء ع۲۲)

آپ کہیں گے کہ خدا کو دیکھنے کا مطالبہ کچھ برا نہیں ہے، آخر حضرت موسٰیؑ نے بھی مطالبہ تو کیا ہی تھا؟ ایک مطالبہ دیدارِ یار کے شوق اور عشق و مستی کا نتیجہ ہوتا ہے جیسا کہ حضرت موسٰیؑ کا تھا اور ایک ٹھوک بجا کر دیکھنے کا ہوتا ہے، جیسا کہ ان اسرائیلیوں کا تھا۔ پہلے پر غصہ نہیں آتا، پیار آتا ہے، دوسرے پر غصہ آتا ہے، اس کے علاوہ اگر خدا نظر آ بھی جائے تو نگاہِ پیغمبر کے لیے تو یہ بات وجہ تسلی ہو سکتی ہے کیونکہ وہ خدا شناسا ہوتے ہیں لیکن دوسروں کے لیے وجہ اطمینان کی کیا بات ہو گی؟ جن لوگوں کو پتھر بھی خدا دکھائی دیتے ہیں وہ خدا کا کیا اندازہ کر سکیں گے کہ یہ واقعی خدا ہے؟ پہلے کسی نے اسے دیکھا نہیں، کہ اب انھیں بتائے کہ ہاں یہ وہی خدا ہے۔ نہ خداؤں کی کہیں منڈی لگتی ہے کہ دیکھ کر انسان

یہ باور کر سکے کہ خدا ایسا ہوتا ہے، لہٰذا یہ بھی خدا ہے۔

بچھڑا بھی خدا۔ جدت طرازی یہ کہ ٹھوک بجا کر دیکھے بغیر خدا کو نہیں مانیں گے، مگر پستی کا یہ عالم کہ اپنی جبین نیاز کے لیے آستاں بھی تلاش کیا تو بچھڑے کا کیا۔

ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ (پ۱۔ بقرہ ع۶)

غور فرمائیے! کہ ان کی خدا فہمی کا کیا عالم ہے؟

کاغذوں میں لکھی ہوئی کتاب لاؤ۔ اے پیغمبر! آپ کے واسطہ سے سہی، بہر حال خدا کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتاب، ہم پر نازل کرنے کا اہتمام کرو، وہ اتر رہی ہو اور ہم اسے دیکھ رہے ہوں کہ وہ نازل ہو رہی ہے۔

يَسْئَلُكَ أَهْلُ الْكِتٰبِ أَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَاءِ (پ۶۔ النساء ع۲۲)

دراصل یہ عجوبہ پسندی اور مظاہر پرستی کی باتیں ہیں، حقیقت شناسی کے لیے بے چینیاں نہیں ہیں، اس لیے ان کی شنوائی نہیں ہو رہی۔

ہمارے قلب پہلے ہی معمور ہیں۔ خدا کے پیغمبر جب ان کو خدا کی باتیں سناتے ہیں تو چاہیے کہ انسانوں کی طرح کم از کم انھیں سن ہی لیں، مگر اس کے بجائے ان کا کہنا ہے کہ:

۱۔ ہمارے دل علم و عرفان کے پہلے ہی گنجینے ہیں، اے رسول عربی! ہم آپ کی تعلیمات کے محتاج نہیں ہیں۔

۲۔ دوسرا یہ کہ: ہم کان کے پکے نہیں ہیں کہ جس کی سنی اس کے پیچھے ہو لیے۔ ہم تو اپنے قلب و نگاہ کو محفوظ رکھتے ہیں۔

قَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ (پ۱۔ بقرہ ع۱۱)

یہ تو ہمارے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ گھر بیٹھ کر ایک کتاب مرتب کر لیتے اور لوگوں سے کہتے کہ یہ رب نے نازل کی ہے، گویا کہ وہ کہنا چاہتے ہیں کہ اے رسول! جیسی کچھ کتاب آپ پیش کر رہے ہیں، ایسی تو ہم بیسیوں پیش کر سکتے ہیں، یہ تو ہمارے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ یا اپنے ہاتھ سے لکھ کر کتاب کے نام پر بندگانِ خدا کا استحصال کرنا چاہتے ہیں، بہر حال جعلی کتاب لکھ کر "منزل من اللہ" مشہور کر کے لوگوں کو پیش کرتے تاکہ وہ نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف توجہ نہ دیں اور ان کی اپنی ہی دکان چمکے۔

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِأَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا

بِهٖ ثَمَنًا قَلِيلًا (پ۔ بقرہ ع۹)

تحریفِ کتاب۔ اگر اپنے ہاتھ سے لکھنے والا داؤ نہ چلتا تو پھر خدا کی اصلی کتاب میں ٹانکے لگاتے، مطلب کے معنی پیدا کرنے کے لیے اس میں (۱) معنوی تحریف کرتے (۲) یا الفاظِ کتاب میں حسبِ مطلب ردّ و بدل کر دیتے۔

يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ (پ۵۔ النساء ع۷)

يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهٗ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ (پ۱۔ بقرہ ع۹)

سنتے ہیں مگر مانیں گے نہیں۔ بفرضِ محال اگر وہ کچھ بھی نہ کر سکتے تو آخری داؤ کے طور پر یہ کہہ ڈالتے کہ جائیے! جائیے! آپ کی بات سن لی یہ ہمارے کام کی چیز نہیں ہے۔

وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا (ایضاً)

میٹھا میٹھا ہپ کڑوا کڑوا تھو! اگر کچھ مانا بھی تو میٹھا میٹھا ہپ کڑوا کڑوا تھو کے مصداق

اَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ (پ۱۔ بقرہ ع۱۰)

اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُولٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰۤى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ (بقرہ ع۱۱)

ہماری بھی سنیں۔ پیغمبرِ خدا سے کہتے کہ آپ جو رات دن ہمارے کان کھاتے رہتے ہیں، اب ہمیں بھی وقت دیجیے! کچھ ہماری بھی سن لیجیے!

وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ (ایضاً)

تکذیب اور قتل۔ اللہ کی ذات، اس کی کتابوں کے ساتھ جو سلوک کیا آپ نے دیکھ لیا، اس کے فرستادوں کے ساتھ جو معاملہ کیا وہ بھی ان سے کچھ کم سنگین نہیں تھا، پہلے ان کی تکذیب کی، اگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام جرمِ حق سے باز نہ آئے تو انہیں قتل کرنے سے بھی دریغ نہ کیا۔

فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ (پ۱۔ بقرہ ع۱۱)

بات ایمان کی نہیں قبیلے اور خاندان کی ہے۔ اصل روگ یہ تھا کہ: ان کو ایمان سے دلچسپی نہیں تھی، بلکہ انہیں اپنی خاندانی روایات پر اصرار رہا ہے، گھر کی بات ہے تو گو غلط ہے جانِ ایمان ہے، اگر ایمان کی بات ہے اور گو وہ حق ہے، ان کے لیے بے کار ہے۔

قَالُوا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُونَ بِمَا وَرَآءَهٗ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ (پ۱۔ بقرہ ع۱۱)

تورات پر بھی نہیں چلتے۔ ان کی یہ باتیں کہ ہم پر جو نازل ہوا، ہم صرف اسے مانیں گے، صرف باتیں ہی

باتیں تھیں، کیونکہ تورات جو ان پر نازل ہوئی، وہ اس کے احکام پر بھی نہیں چلتے تھے۔

وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ (پ۶ - مائدہ ع۶)

ان کو دنیوی زندگی عزیز ہے۔ ان کو ایمان اور آخرت نہیں، دنیا عزیز ہے، اس لیے اگر ضرورت پڑی ہے تو ایمان بیچ کر دنیا کمائی ہے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ (پ۱ - بقرہ ع۱۰) وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ (پ۱ - بقرہ ع۱۱) وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ (پ۱ - بقرہ ع۱۲) قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ قَارُوْنُ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ (پ۲۰ - قصص ع۸)

ان کی قبیح خواہش۔ صرف یہ بات نہیں کہ اپنی ذات کی حد تک ایمان کے بارے میں چور ہیں بلکہ چاہتے ہیں کہ آپ سے بھی آپ کا ایمان چھین لیں۔

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا (پ۱ بقرہ ع۱۳) مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ (پ۱ بقرہ ع۱۳) اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ (پ۴ - آل عمران ع۱۱)

وہ چاہتے ہیں کہ تمہیں گمراہ کر دیں۔

وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ (پ۳ آل عمران ع۷)

پھونکوں سے چراغ بجھاتے ہیں۔ پھونکوں سے وہ چراغ بجھانا چاہتے ہیں جو رب نے روشن کیا ہے لیکن ان شاء اللہ بجھایا نہ جائے گا بلکہ اس کی اور تکمیل ہو گی کیونکہ روشنیاں پھونکوں سے مزید روشن ہو کر بقعۂ نور بن جاتی ہیں۔

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ (پ۱۰ - توبہ ع۵)

گویا کہ یہ روحانی "اُلّو" ہیں جو دلوں کی ایمانی ویرانی کے متمنی رہتے ہیں۔

قبیح طرزِ عمل۔ یہ صرف ان کی خواہش ہی نہ تھی، عمل بھی اس کے مطابق تھا۔ عملاً خدا کے راستہ سے ان کو روکتے بھی تھے۔

وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا (پ۶ - النساء ع۲۲)

کبھی نکال نکال کر۔ اسلام سے روکتے بھی تو اس کی خامیاں نکال نکال کر بدراہ کرتے تھے۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا (پ۴ ۔ نساء ع)

حد درجہ بدعمل ۔ گویہ اہل علم لوگ تھے مگر یوں جیسے گدھے پر کتابیں لاد دی گئی ہوں۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا (پ۲۸ ۔ جمعہ ع۱)

لاٹھی اور دھن ۔ ان کے نزدیک فضیلت کا معیار "انسانیت" نہیں تھا بلکہ اقتدار کی لاٹھی یا دھن دولت تھا اگر یہ نہیں ہیں تو خواہ وہ نبی ہوں ان کے لیے اس کی حیثیت پرِ کاہ کے برابر بھی نہیں ہے۔

اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ (پ۲ ۔ بقرہ ع۳۲)

ضد ایمان سے پیاری ۔ ان کو ضد ایمان سے پیاری رہی ہے، اگر ان کا حریف ایمان لاچکا ہے تو یہ ضرور ہی اس کے برعکس راہ اختیار کریں گے اور بالکل جان بوجھ کر۔

فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ (پ۲۵ ۔ جاثیہ ع۲)

فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ (پ۱ ۔ بقرہ ع۶)

دل سخت تھے ۔ ان کے سینوں میں دل نہیں پتھر رکھے تھے بلکہ اس سے بھی سخت تر کوئی شے۔

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً (پ۱ ۔ بقرہ ع۹)

سب بھلا چکے ۔ انھیں جو جو سبق پڑھائے گئے تھے، ایک ایک کر کے سب بھلا بیٹھے تھے۔

وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ (پ۶ ۔ مائدہ ع۳)

اگر کچھ یاد رہا بھی تو اسے بھی پس پشت ڈال دیا، پروا نہ کی۔

نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ (پ۱ ۔ بقرہ ع۱۲)

خدا کے معاہدوں کا حشر ۔ یہی حشر ان معاہدوں کا ہوا جو خدا سے انھوں نے کیے تھے۔

اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ (پ۱ ۔ بقرہ ع۱۲)

خدا کی کچھ بھی قدر نہ کی ۔ ان ظالموں نے خدا کی کچھ بھی قدر نہ کی۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ (پ۷ ۔ الانعام ع۱۱)

نخرے ۔ نخرے بے حد کیے اور بلا جواز کیے۔

يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ (پ۱ ۔ بقرہ ع۷)

حد درجہ بزدل ۔ ایک قوم کی حیثیت سے یہ پوری بزدل قوم تھی۔

يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنْ يَّخْرُجُوْا

مِنْهَا فَإِنَّا دَاخِلُونَ (پ۶ - مائدہ ع۴) يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ - (ایضاً)

خدا نے اس کی ان کو یہ سزا دی کہ چالیس سال تک مارے مارے جنگلوں میں پھرتے رہے۔

قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۚ يَتِيْهُوْنَ فِى الْاَرْضِ (پ۶ - مائدہ ع۴)

حرام خور قوم۔ لوگوں کے مال ناحق کھاتے اور سود لیتے تھے۔

وَاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ (پ۶ النساء ع۲۲)

جھوٹ اور حرام کے دھنی۔ جھوٹ سننے کے بڑے شائق اور حرام خوری میں بڑے بیباک تھے۔

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ (پ۶ - مائدہ ع۶)

حضرت مریم پر بہتان۔ حضرت مریم پر بہتان باندھتے ہوئے نہ شرمائے۔

وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا (پ۶ - النساء ع۲۲)

جھوٹی ستائش کے متمنی۔ چاہتے کہ جو کام نہیں کیے، ان کی بھی داد ان کو ملے۔

وَيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا (پ۴ - آل عمران ع۱۹)

خدا پر افتراء۔ خدا پر تہمت لگاتے ہوئے حیا نہیں کرتے تھے: بولے ہمیں خدا نے کہا ہے کہ اس نبی پر ایمان نہ لانا جب تک اپنی قربانی کا نظارہ نہ دکھائے۔

قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ (پ۴ - العمران ع۱۹)

بڑے چار سو بیس۔ شاطرانہ انداز میں زبان کو خم دے کر یوں پڑھ کر دکھاتے جیسا کہ کلامِ خدا پڑھ رہے ہوں۔ حالانکہ یہ محض فراڈ ہوتا تھا۔

وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ (پ۳ - مائدہ ع۶)

بہت بڑے سازشی۔ سازش ان کی گھٹی میں پڑی تھی، اپنی قماش کے لوگوں سے کہتے صبح کو ایمان لاکر شام کو یا شام کو لاکر صبح کو پھر جایا کرنا تاکہ لوگ یہ تصور کریں کہ آخر ان میں کوئی خرابی ہے تو یہ واپس پلٹ آئے ہیں:

اٰمِنُوْا بِالَّذِىْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ۔ (آل عمران ع۸)

تعاون علی الاثم والعدوان۔ گناہ اور زیادتیوں کے باب میں ان کی حمایت مجرموں کو حاصل ہوتی تھی۔

تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (پ ۱ - بقرہ ع ۱)

اپنوں کے قاتل۔ اپنوں کے دشمن اور قاتل بھی تھے۔

ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ (ایضاً)

اکثر خیانتی۔ ان میں اکثریت خائنوں کی تھی۔

لَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا (پ ۶ - مائدہ ع ۳)

کتمانِ حق۔ حق کو چھپانا ان کی گھٹی میں تھا۔

لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ (پ ۴ - ال عمران ع ۱۹)

ڈینگیں۔ کرتوت وہ اور ڈینگیں یہ کہ ہم خدا کی اولاد اور محبوب ہیں: وہ آخر ہمیں بخش ہی دے گا۔

نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ (پ ۶ - مائدہ ع ۳) وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا (پ ۹ - اعراف ع ۲۱)

بڑے مقدس بنتے ہیں۔ اپنے منہ میاں مٹھو، بڑے مقدس بھی بنتے ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ (پ ۵ - النساء ع ۸)

بندر اور سور۔ ڈینگیں یہ اور حالت یہ کہ خدا نے ان کو ان کی فطرتِ حیلہ جوئی اور سرکشی کی بنا پر بندر اور سور بنا دیا تھا۔

قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ (پ ۹ - الاعراف ع ۲۱)

پھر ان بڑوں کے نام پر فخر و مباہات کیسی؟

جوتے اٹنگ۔ بعد میں جو رہے، ان سے فرمایا کہ تمہیں جوتے پڑتے ہی رہیں گے۔

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ (پ ۹ - اعراف ع ۲۱)

معلوم ہوتا ہے کہ یہودیت میں بحیثیت یہودیت شر کا پہلو غالب ہے، اس لیے مذہباً جو یہودی رہنے پر مصر ہے، وہ مغضوب ہی رہے گا۔ الا یہ کہ ایمان لے آئے یا عارضی طور پر کسی کی منت سماجت کر کے دو دن دم لے لے۔

ٹکڑے ٹکڑے۔ ان کو رب نے ٹکڑے ٹکڑے کر کے روئے زمین پر پراگندہ کر دیا تاکہ ان کو جمعیت حاصل نہ ہو۔

وَقَطَّعْنٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اُمَمًا (اعراف ع ۲۱)

اب فلسطین میں ان کا "بھان متی کا کنبہ" جوڑا جا رہا ہے، وہ عارضی ہے، بالآخر ان کو منتشر ہونا ہے

یا جمع ہو کر مرنا ہے۔ بہر حال یہ جمعیت، ان کے لیے جمعیت ثابت نہ ہو گی۔ انشاء اللہ۔

بہشت صرف ہمارے لیے ہے۔ بہشت بھی صرف ہمارا ہے اور ہم ہی اس میں داخل ہوں گے۔

لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى (پ ۱ - بقرہ ع ۱۳)

آگ کے صرف چار دن۔ ان تمام حماقتوں کے ساتھ یہ بھی دعویٰ تھا کہ صرف چند دن آگ سے پالا پڑے گا یعنی وہی بچھڑے والے چالیس دن۔

قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّاۤ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً (پ ۱ - بقرہ ع ۹)

آگ کی سہار۔ فرمایا: ان میں آگ کی سہار کتنی غضب کی سہار ہے، جہاں ایک ثانیہ مشکل ہے وہاں ان دنوں کا حوصلہ۔ اوفو!

فَمَاۤ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ (پ ۲ - بقرہ ع ۲۱)

سچ کہا کسی نے کہ: ع شرم تم کو مگر نہیں آتی۔

ایک رب کے بجائے ارباب۔ ان ظالموں نے ایک خدا کی تو قدر نہ کی لیکن کئی رب بنا کر ان کے حضور جھک رہے۔

اِتَّخَذُوْۤا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ (پ ۱۰ - توبہ ع ۵)

مادہ پرستی۔ مادہ پرستی کا روگ بھی ان کو لگ گیا تھا، اس لیے پوری زندگی اس کے لیے گنوا کر بھی سمجھ رہے کہ خوب ہو رہا ہے۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا (پ ۱۶ - کہف ع ۱۲)

حضرت مصعب کے والد فرماتے ہیں، یہ لوگ یہود اور نصاریٰ ہیں۔

هم اليهود والنصارى (بخاری - سورہ کہف)

ہدایت کے بدلے ضلالت۔ جو انسان نجی اور عارضی مفاد کے لیے روحانی اور لازوال اقدار اور اصولوں کی پروا نہیں کرتا، وہ گویا کہ ہدایت کے بدلے ضلالت اور مغفرت کے بدلے عذاب لیتا ہے۔ یہی حال ان اہل کتاب کا ہے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ (پ ۲ - بقرہ ع ۲۱)

یہ آگ ہے۔ ایمان اور ضمیر بیچ کر جو کماتے اور کھاتے ہیں، وہ پیٹ میں آگ بھرتے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِىْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ (پ ۲ - بقرہ ع ۲۱)

...ں پر بھی اڑ جاتے ہیں۔ جو بھی برا کام ایک دفعہ شروع کر بیٹھتے تو پھر اسے وقار کا ہی مسئلہ بنا لیتے،
...پھر کہے یا خدا، پھر کسی کی نہیں سنتے تھے۔

كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ (پ۶۔ مائدہ ع۱۱)

...م برائی پر گرے پڑتے ہیں۔ برائی پہ صرف اڑ نہیں جاتے تھے بلکہ لپکے پڑتے تھے؛ معصیت اور
...م و عدوان کے سلسلے میں انتہائی چالاک و چوبند رہتے۔

وَتَرَىٰ كَثِيرًا مِنْهُمْ يُسَارِعُونَ فِي الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ (پ۶۔ مائدہ ع۹)

وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا (پ۱۔ بقرہ ع۱۲)

...ونے ٹوٹکے اور جادو۔ جادو اور ٹونے ٹوٹکوں پر جان چھڑکتے تھے، بس چاہتے کہ: کسی محنت کے بغیر سارے کام اور ساری حسرتیں صرف دم جھاڑ سے پوری ہوں، اور اس ذہنیت نے ان میں بڑی اخلاقی گندگیاں اور کمزوریاں پیدا کر دی تھیں، خاص کر بیوی اور شوہر کے تعلقات کو خراب کرنا ان کا بڑا اہم مشغلہ تھا۔ چونکہ اس سے پوری عائلی زندگی بلکہ برادری سسٹم بھی تلپٹ ہو جاتا ہے، اس لیے شیطان نے ان کو اس لیے بالکل یکسو کر رکھا تھا۔

وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ (پ۱۔ بقرہ ع۱۲)

خدا سے زیادہ مادی سہاروں پر بھروسہ۔ ان کو خدا سے زیادہ مادی سہاروں پر بھروسہ تھا، اسباب کی حد تک ان سے سروکار رکھنا برا نہیں، مطلوب ہے مگر ان کو خدا سمجھنا کہ بس ان کے سہارے سب ہو جائے گا، غلط ہے۔

وَظَنُّوا أَنَّهُمْ مَانِعَتُهُمْ حُصُونُهُمْ مِنَ اللَّهِ (پ۲۸۔ الحشر ع۱)

خدا کی پکڑ۔ یہ سمجھتے تھے کہ جن اسباب کو جمع کر لیا ہے، ان کے سامنے تو بس خدا کی بھی نہ چلے گی لیکن خدا کی گرفت اور پکڑ کے انداز وہم و گمان سے بھی وراء الوراء ہیں جن کو یہ سمجھ سکیں، مشکل ہے۔

فَأَتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا (ایضاً)

...وں سے دوستی۔ صرف برائی پر جان سے فدا نہیں تھے بہت سے بروں کے بھی یار تھے۔

تَرَىٰ كَثِيرًا مِنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا (پ۶۔ مائدہ ع۱۱)

فرمایا کہ اگر یہ لوگ دل سے مسلمان ہوتے تو ان کافروں کو یار نہ بناتے۔

وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ (ایضا)

ہاں مسلمانوں کے پکے دشمن تھے۔ ہاں اگر ان کو کوئی کد تھی تو بروں کے بجائے بھلے لوگوں اور مسلمانوں سے تھی۔

لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا (ایضا)

جرم، جرم حق ہے۔ مسلمانوں سے دشمنی البغض للہ کا نتیجہ نہیں تھی بلکہ اس کا محرک مسلمانوں کا ایمان اور ایمان داری تھا کہ یہ اللہ کا نام کیوں لیتے ہیں؟

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ هَلْ تَنْقِمُونَ مِنَّا إِلَّا أَنْ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ (پ۔ مائدہ ع۹)

عیسائی نسبتاً کم دشمن ہیں۔ گو نصرانی بھی مسلمانوں کے دشمن ہیں مگر یہودیوں اور مشرکوں سے کم، کیونکہ ان کے بعض علماء اور مشائخ نیک دل ہیں؛ اس لیے یہ دوستی میں نسبتاً مسلمانوں سے زیادہ قریب ہیں۔

وَلَتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيسِينَ وَرُهْبَانًا وَأَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ (پ۔ مائدہ ع۱۱)

تارے بھی اتار لائیں تو نہیں مانیں گے۔ اور آپ کی دشمنی میں اس قدر راسخ اور پختہ ہو چکے ہیں کہ اگر آپ آسمان سے تارے بھی اتار لائیں تو بھی وہ آپ کی حامی بھرنے کے لیے تیار نہیں ہوں گے۔

وَلَئِنْ أَتَيْتَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ بِكُلِّ آيَةٍ مَّا تَبِعُوا قِبْلَتَكَ ۚ (پ۔ بقرہ ع۱۷)

بات خدا کی نہیں خاندان کی ہے۔ قبلہ، نماز میں رخ کرنے کے لیے ایک سمت کا نام ہے، ایسی بات نہیں کہ خدا اسی جانب میں رہتا ہے، اس لیے جیسا وہ فرمائیں، ماننا چاہیے، مگر وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خدا کے پیچھے نہیں، خدا کو ہمارے پیچھے چلنا چاہیے۔

مَا تَبِعُوا قِبْلَتَكَ (ایضا)

فرمایا کہ وہ بڑی نکتہ چینی کریں گے آپ ان کی پرواہ نہ کریں، فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي (ایضا) دین، خدائی منشا کی تعمیل کا نام ہے، کسی خاندان یا نسل کی بات نہیں ہے۔ مگر انھوں نے دین کو بھی ایک نسلی بات بنا لیا تھا۔

نَحْنُ أَبْنَاءُ اللّٰهِ وَأَحِبَّاؤُهُ (مائدہ ع۳)

سب سے بڑے تخریب کار ہیں۔ یہ بہت بڑی تخریب کار جماعت ہے۔

وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ الْفَسَادَ رپ - مائدہ ع)

اس لیے تکذیب اور قتلِ انبیاء میں منہمک رہے اور سمجھے کہ اس سے کچھ نہیں بگڑے گا۔

وَحَسِبُوا أَلَّا تَكُونَ فِتْنَةٌ (مائدہ ع)

اور ان کی اس غلط فہمی نے اس قدر طول کھینچا کہ خدا کے حضور بھی جوابدہی کا ان کو احساس نہ رہا تا آنکہ بخت نصر جیسے عذابِ الٰہی کے جوتے پڑے تو آنکھیں کھلیں اور توبہ کی، اللہ نے قبول فرمائی۔ لیکن چور چوری سے جاتا ہے ہیرا پھیری سے نہیں جاتا۔ بُری لت مشکل سے چھوٹتی ہے۔ پھر انہی بے ہوشیوں کی وادی میں جا پڑے۔

فَعَمُوا وَصَمُّوا ثُمَّ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوا وَصَمُّوا كَثِيرٌ مِّنْهُمْ (مائدہ ع)

دین کا مذاق اڑاتے تھے۔ دین کا مذاق اڑاتے اور دین سے یوں معاملہ کرتے جیسے بات عبادت کی نہیں، ہنسی کھیل اور مخول کی ہے۔

لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ (مائدہ ع)

رسول کی شان میں گستاخی۔ مشرکین کی طرح اسرائیلی بھی رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کیا کرتے تھے۔

وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ رپ - آل عمران ع)

خدا کو باتیں بناتے ہیں۔ رسول اور مومنوں پر بس نہیں، خدا کو بھی باتیں بناتے ہیں، کہتے ہیں ان دنوں خدا کا ہاتھ تنگ ہے۔

قَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللَّهِ مَغْلُولَةٌ (مائدہ - ع)

ان کو ان کے علماء اور مرشد بھی نہیں روکتے۔ عوام کالانعام ہوتے ہیں، خواص بھی ان کو ان قبیح کاموں اور باتوں سے نہیں روکتے تھے۔ ان کے مشائخ طریقت اور رہنما سب کچھ دیکھتے ہیں مگر مصلحتاً ان سے کچھ نہیں کہتے۔

لَوْلَا يَنْهَاهُمُ الرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ عَن قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ رپ - مائدہ ع)

جیسے آئے ویسے گئے۔ بات لمحے کی نہیں بلکہ از اوّل تا آخر یہ لوگ بے ایمان اور منافق ہی رہے۔ جیسے آئے ویسے گئے۔

وَقَد دَّخَلُوا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوا بِهِ (مائدہ - ع)

دین میں غلو۔ ان کے پاس دین تھا ہی نہیں، جتنا اور جیسا کچھ تھا وہ بھی اوہام پرستانہ تھا، شدید غلو کرتے تھے۔

یٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِكُمْ (پ۶ - النساء ع۲۳)

یہ عجیب مسلک ہے کہ ماننا نہیں، اگر ماننا ہے تو حدود کا پاس نہیں کرنا۔ نباہنا تو اس سے بھی مشکل تھا۔ بدعات کو جتنا رواج ان کے عہد میں ہوا اور کسی عہد میں نہیں ہوا۔

وَرَهْبَانِیَّةَ نِ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَیْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَایَتِهَا (پ۲۷ - الحدید ع۴)

عقل کے اندھے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں بھی یہودیوں اور عیسائیوں کا دعویٰ تھا کہ وہ یہودی یا نصرانی تھے (العیاذ باللہ) اللہ فرماتے ہیں، وہ کیسے؟ تورات اور انجیل جس کے تم پیرو کار ہو وہ تو ان کے بعد نازل ہوئیں، وہ یہودی کیسے ہو گئے؟

وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِیْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ (آل عمران ع۷)

خود فراموش۔ دوسروں کو تو بڑی نصیحت کرتے تھے مگر اپنا ان کو ہوش نہیں تھا۔

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ (پ۱ - بقرہ ع۵)

دقیق مسائل۔ علم و عقل کا عالم یہ لیکن دھن مشکل اور کلامی مسائل میں غور و خوض کرنے کی، اللہ رے تیری شان! پوچھتے ہیں روح کیا شے ہے؟

یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ (پ۱۵ - بنی اسرائیل ع۱۰)

روح سے مراد معروف روح کی بات نہ سہی، اس سے مراد "وحی" ہی سہی، بہر حال ان کو اس سے کیا کام جو عقل کے اندھے ہوں؟

جبرائیل امین کے دشمن۔ کہتے تھے جبرائیل امین ہمارا دشمن ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا، تم اس کے دشمن ہم تمہارے دشمن۔

فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِیْنَ (پ۱ - بقرہ ع۱۲)

ان میں کچھ نیک بھی تھے۔ ان میں کچھ لوگ نیک دل اور شب زندہ دار بھی تھے۔ نیک کاموں کی تبلیغ اور برے کاموں سے روکتے تھے۔

لَیْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ یَّتْلُوْنَ اٰیٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّیْلِ وَهُمْ یَسْجُدُوْنَ ۔ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ (پ۴ - آل عمران ع۱۲)

قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ (پ۹ - اعراف ع۲۱)

امین بھی ہیں۔ ایک گروہ امین بھی ہے۔

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ (پ۳-ال عمران ع۸)

وہ بھی ہیں جو روتے ہیں۔ عیسائیوں میں بعض مشائخ اور علماء ایسے بھی ہیں جو قرآن سن کر رو پڑتے ہیں، ان کی آنکھوں سے نیر بہنے لگ جاتے ہیں، خدا سے دعائیں کرنے لگ جاتے اور ایمان لے آتے ہیں۔

وَاِذَا سَمِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰۤى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ (پ۷-مائدہ ع۱۱)

غالباً ان سے مراد شاہِ حبش نجاشی اور ان کے درباری ہیں، کیونکہ یہ کیفیت ان کی تھی۔

ہاں اکثر بے ایمان ہیں۔ ان میں جو نیک تھے کم تھے، بس آٹے میں نمک، اکثریت بدوں کی تھی۔

مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ - پ۴-ال عمران ع۱۲

گمراہ اور گمراہ کن۔ نہ صرف گمراہ بلکہ یہ لوگ گمراہ کن بھی ہیں، اس لیے ان کی راہ نہ لیں۔

وَلَا تَتَّبِعُوْۤا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ (پ۶-مائدہ ع۱۰)

شایانِ شان تبادلۂ خیال ہو۔ اس کے باوجود ان بازاری لوگوں سے سوقیانہ انداز میں بات نہ کی جائے بلکہ ہر تو شایانِ شان تبادلۂ خیال ہو۔

وَلَا تُجَادِلُوْۤا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ (پ۲۱-عنکبوت ع۵)

یہ احمق ہیں۔ خدا کے نزدیک یہ احمقوں کا ٹولہ ہے، اس لیے نہیں کہ ان کے پاس عقل و ہوش نہیں ہے، بلکہ صرف اس لیے کہ عقل سے کام نہیں لیتے اور اپنے اخروی مستقبل کو دنیا کے عارضی مصالح کی بھینٹ چڑھاتے رہتے ہیں۔

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ (پ۲-بقرہ ع۱۷)

حضرت براءؓ فرماتے ہیں، یہ یہودیوں کی بات ہے (تفسیر ابن جریر)

کفار تم سے زیادہ ہدایت پر ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عناد میں اتنے دور چلے گئے تھے کہ مشرکوں سے کہا کرتے تھے کہ، وہ مسلمانوں سے زیادہ ہدایت پر ہیں۔

وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰۤؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا (پ۵-النساء ع)

لعنتی قرار پائے۔ ان بوالعجبوں اور بوالہوسوں کو اللہ تعالیٰ نے ان کی انہی کرتوتوں کی بنا پر لعنتی قرار دیا۔

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ (پ۶-مائدہ ع۳)

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ (پ۶-مائدہ ع۱۱)

پتھر بنا دیا۔ اپنی غلط کاریوں کی وجہ سے ان کے دل اثر پذیری کے قابل نہ رہے جیسے پتھر۔

وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً (ایضاً)

باہمی عداوت۔ دنیا میں یہ سب سے بڑا عذاب ہے کہ کسی قوم کی باہم لڑتے بھڑتے گزر جائے، اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ان کو یہ سزا بھی دی۔

فَأَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ (مائدہ ع۳)

آخرت بھی برباد۔ آخرت میں ان کے لیے کوئی حصہ نہیں، حق تعالیٰ ان سے بات کریں گے نہ ان کو نظر کرم سے دیکھیں گے اور نہ ہی ان کا تزکیہ کریں گے۔

أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ (پ۳۔ آل عمران ع)

ذلت و رسوائی۔ ذلت اور رسوائی ان کا مقدر بن گئی ہے۔ ہاں ایمان لے آئے تو اور بات ہے۔ یا کوئی دوسرا عارضی سہارا لے لیا تو عارضی طور پر کچھ وقت کے لیے بھی سنبھالا ممکن ہو جائے گا۔

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ (بقرہ ع) ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوا إِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللَّهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ (آل عمران۔ ع)

اسرائیلیوں کی موجودہ ریاست بڑی طاقتوں کے سہارے قائم ہے، یہ بھی ممکن ہے کہ یہ استدراج ہو۔ تاکہ ان کو یک جا کر کے ان کا کچومر نکالا جائے، بہرحال قرآن سچا ہے اور ان کے دوسرے سب سہارے جھوٹے۔

اپنے ہاتھوں اپنے گھروں کی تباہی۔ خدا نے ان کو ایک سزا یہ بھی دی کہ وہ اپنے ہاتھوں سے اپنے گھروں کو انھوں نے اجاڑا، رہی سہی کسر مسلمانوں نے پوری کر دی۔

يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُم بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ (پ۲۸۔ الحشر ع)

بالکل ان کو مٹا دیتا مگر...... حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر گھر سے بے گھر ہو کر ٹھوکریں کھانا ان کے مقدر میں نہ ہوتا تو ان کی اور طرح سے خبر لیتے یعنی صفحۂ ہستی سے ان کو مٹا دیتے یا کوئی اور سخت عذاب دیتے۔

وَلَوْلَا أَن كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا (ایضاً)

باقی رہا اخروی عذاب، سو وہ ہے ہی۔ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ (ایضاً)

مرعوبیت۔ مرعوبیت ان کی گھٹی میں ڈال دی گئی ہے۔ یہ خدا کا بڑا عذاب ہے۔

وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ (پ۲۸۔ الحشر ع)